ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین*

دلشاد پسروری کے بارے میں نئی معلومات

(۱)

نام دل محمد تخلص دلشاد پسروری اٹھارہویں صدی عیسوی کا معروف فارسی گو شاعر ہوا ہے - اس نے پسرور کو علمی دنیا سے متعارف کرایا -

حافظ محمود شیرانی نے اسلامیہ کالج لاہور میں دوران ملازمت (۱۹۲۸ء) میں کالج کی انجمن ترقی اردو کی طرف سے ''پنجاب میں اردو'' شائع کی - اس کے ذریعے پہلی بار دلشاد پسروری علمی دنیا سے متعارف ہوا - ۱۹۳۲ء میں دلشاد کی اولاد میں سے ڈاکٹر عبدالواحد نے مزار کا کھوج لگا کر اسے پختہ کرایا اور کتبہ لگوایا - ضیاء محمد ضیاء مدرس السنہ شرقیہ نے ''ہلال'' کے شمارہ اول جلد ششم میں دلشاد پر ایک تفصیلی مضمون قلمبند کیا - غلام ربانی عزیز نے ''اردو نامہ'' کے شمارہ ۲۵ در ستمبر ۱۹۶۵ء میں دلشاد پسروری پر ایک مقالہ تحریر کیا - طاہر نظامی نے اپریل ۱۹۶۹ء میں لاہور کے دو روزناموں نوائے وقت اور امروز میں دلشاد پسروری پر دو شذرے لکھے - امروز میں پہلی بار مزار کی تصویر چھپی - اس کے بعد ادارہ تحقیقات پاکستان دانش گاہ پنجاب لاہور نے اگست ۱۹۷۰ء میں ۲۱۲ صفحات پر مشتمل اس کا دیوان شائع کر دیا ہے - غلام ربانی عزیز مرتب تھے - دیوان کا قلمی اور نامکمل نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں ''مجموعہ مخطوطات شیرانی'' کے نمبر ۱۳۶۳ پر موجود ہے اور اسی ناقص اور غیر مکمل نسخے سے دیوان شائع کیا گیا - ان جملہ تحریروں میں دلشاد کو گمنام کہا گیا ہے - اب نئی معلومات سے جو خاندان دلشاد سے حاصل کی گئی ہیں ، حالات پر مزید روشنی پڑتی ہے -

(۲)

۱- دلشاد اپنے اردو کلام کو ھندی کے نام سے منسوب کرتا ہے - پروفیسر حافظ محمود شیرانی نے اپنی تصنیف ''پنجاب میں اردو'' میں اس کی ایک اردو غزل پیش کی ہے جو اس نے ولی دکنی کی زمین میں کہی -

خلاصۃ التواریخ میں بھی اس کے چند اردو اشعار ملتے ہیں - ورق ۶ ب پر

---

* شعبہ اردو - گورنمنٹ ڈگری کالج - پسرور (ضلع سیالکوٹ)

پھلوں کا ذکر کرتے ہوئے آم کے متعلق لکھتا ہے :

انب کے گر پیڑ کون مولا کہوں تو ہے بجا
جس کی شاخاں میں لٹکتے ہیں ہزاروں انبیاء
یاد حق کی سون نہ دل بھولا کرے
انبیاء سون انب جب مولا کرے

۲- دلشاد نے صوبیدار آدینہ بیگ خان مرحوم کی شان میں چند مزاحیہ اشعار بھی کہے تھے جو اردو میں ہیں ۔ ان اشعار کو وہ "مزاحیہ ہندی ترانہ" کہتا ہے ۔ دو شعر ملاحظہ ہوں :

فلک کا اک یہاں بھی ہمعناں ہے تکلف برطرف آدینہ خاں ہے
اگر کج کج روی اپنی پر آوے فلک کے باپ کون چکر کھلا وے

۳- فقیر اللہ آفریں لاہوری (م ۱۱۵۴ھ) کی فارسی مثنوی ناز و نیاز (ہیر رانجھا) کا ایک قلمی نسخہ دلشاد کے پاس تھا ۔ اب یہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں مخطوطات آذر کے نمبر ۷۶۰ پر موجود ہے ۔ اسے دلشاد نے رمضان المبارک ۱۱۵۶ھ میں خریدا ۔ اس پر محمد دلشاد کی ۱۱۶۰ھ کی مہر بھی ہے ۔ دلشاد نے ناز و نیاز پر پانچ اشعار بطور تقریظ کہے تھے جس کا ایک شعر ہے :

چہرۂ خوب تو تا وصف طراز آفرینست
صد بروی آفرینش ، رنگ ناز آفرینست

اور مقطع ہے :

مورد تحسین بود دلشاد ! آخر فقر حق
بر فقیر اللہ خطاب دل نواز آفرینست

مہر والے صفحے پر چند دوہے اور فارسی اشعار بھی درج ہیں ۔ معلوم نہیں کس کے ہیں ؟ قیاس ہے کہ وہ بھی دلشاد ہی کے ہوں گے ۔

(۳)

تاریخ پسرور مرتب کرتے وقت دلشاد پسروری کے آباؤ اجداد اور اولاد تک میری رسائی ہو گئی ۔ خصوصاً مولانا کے تایا حکیم عزیز الدین کے پڑپوتے محمد اکبر بن منشی نور حسین حال مقیم لاہور سے کئی معلومات حاصل ہوئیں ۔ ان کے پاس طب کی ایک قلمی کتاب کے دو ورق ہیں ۔ ان کا سائز ۱۹×۳۴ سم ہے ۔ متن کا سائز $\frac{1}{4}$ ۱۲ × $\frac{1}{2}$ ۲۶ سم ہے اور ہر صفحے پر ۲۳ سطور ہیں ۔ حاشیے پر

بھی طبی نسخے ہیں۔ یہ فارسی اوراق دل محمد دلشاد پسروری کے پوتے عمر بخش نے ۲۲ شعبان المعظم ۱۲۳۹ھ بمطابق ۱۱ ماہ کا تک ۱۸۸۰ بکرمی میں لکھے تھے۔ سیالکوٹی خاکی کاغذ، جا بجا سے کرم خوردہ ہے۔ اس میں دلشاد پسروری کے اجداد اور اولاد کے نام درج ہیں۔

''دل محمد المتخلص بہ دلشاد بن حکیم شیخ غلام رسول بن حکیم شیخ حافظ عبدالرحیم بن حکیم شیخ فتح محمد بن حکیم شیخ محمد داؤد بن حکیم شیخ خواجہ امین شاہ بن حکیم شیخ فتح الدین بن حکیم شیخ بھاگوان''

دلشاد کی ایک فارسی تالیف خلاصۃ التواریخ بھی ہے جس کا قلمی نسخہ ڈاکٹر محمد باقر کے کتب خانے میں ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کی طالبہ بشریٰ شفیع نے ۱۹۶۷ء میں ایم اے فارسی میں ڈاکٹر موصوف کی نگرانی میں تحقیقی مقالہ لکھا ہماری معلومات کا ذریعہ یہی مقالہ ہے۔ خلاصۃ التواریخ کا قلمی نسخہ ۶۳ اوراق پر مشتمل ہے۔ مذکورہ طالبہ کے مقالے سے پتہ چلتا ہے کہ دلشاد نے محرم الحرام ۱۱۸۲ھ میں دو سال کے عرصے میں اسے مکمل کیا تھا۔ کتاب کے ورق ۱۳ پر لکھا ہے:

شیخ بھاگوان نام۔ راقم الحروف ہم در آنوقت بشرف اسلام بعہد خطابت فرمودي۔ مسجد جامع درین متوطن نمود کہ حال آن سند بمہر سکندر شاہ بماھیش (رکذ)۔راجہ مالدیو و کولو مع فرزندان ایشان بطرز ہندوی موجود است مشتملبر بیست و پنج تنکہ فلوس بہلولی کہ در آنوقت ہمین رواج داشت درین وقت راجہ رنجیت دیو ودیگر زمینداران این حدود نمود و دستخط خود را بعینہ از روی تقویم ساختہ علیحدہ بدوخط نوشتہ دادند......''

اوراق طب میں درج مذکورہ بالا نسب نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ دلشاد کے اجداد میں سے ساتویں پشت پر شیخ بھاگوان تھے۔ محمد اکبر نے شیخ بھاگوان کا دوسرا نام نصیر الدین بتایا ہے۔ خلاصۃ التواریخ کے مذکورہ اقتباس سے ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ دلشاد کے جد امجد شیخ بھاگوان ہندو تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کر کے نصیر الدین نام اختیار کیا ہوگا۔

نصیر الدین کا لڑکا حکیم شیخ فتح الدین مغل بادشاہ شاھجہاں کا درباری تھا۔ بادشاہ نے اسے نو لاکھ کی جاگیر عطا کی تھی۔ جاگیر کا سبب محمد اکبر یہ بیان کرتے ہیں کہ:

''شاہ جہاں بادشاہ ایک دفعہ دھلی سے کشمیر کی طرف جا رہا تھا۔ فتح الدین بھی بادشاہ کے ہمراہ تھا۔ راستہ میں موضع بانگے (نزد علی پور سیداں، ضلع سیالکوٹ) میں پڑاؤ ہوا۔ فتح الدین کا گزر ایک کنوئیں پر ہوا جہاں

چند ہندو لڑکیاں پانی بھر رہی تھیں - ایک ہندو حسین لڑکی پر یہ فریفتہ ہوگئے اور لڑکی کے باپ کو بلا کر اسے اپنے نکاح میں دینے کے لیے کہا - اس برہمن نے ایک دو روز کی مہلت مانگی اور اپنی برادری سے صلاح و مشورہ کیا - اس برہمن کی سات لڑکیاں تھیں - اس کے رشتہ داروں نے اسے کہا کہ مانگنے والا بادشاہ کا وزیر ہے - اگر تم نے انکار کر دیا تو وہ زبردستی لے جائے گا - اس لیے خود ہی اسے دے دو - تم یہ سمجھنا کہ ایک لڑکی مر گئی ہے - آخر اس ہندو پنڈت نے فتح الدین کو اپنی رضامندی سے آگاہ کردیا - دوسرے روز ان کا نکاح ہوگیا - اس کے بعد شیخ فتح الدین نے بادشاہ کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا - شاہ جہاں نے انہیں نو لاکھ کی جاگیر عطا کی" -

محمد اکبر بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس جاگیر کی معافی کے کاغذات بھی تھے - مگر تقسیم برصغیر سے قبل شدت باراں کی وجہ سے قدیم مکان گرگئے اور یہ دستاویزات تلف ہو گئیں -

ہندو لڑکی سے فتح الدین کے ہاں خواجہ امین شاہ پیدا ہوئے جو اپنے دور کے صاحب مرتبہ بزرگ تھے - امین شاہ کا مزار موضع بانگے میں ہے - امین شاہ کی وفات کے بعد ان کے لڑکے شیخ داؤد پسرور میں مستقل طور پر نقل مکانی کرکے آ گئے - شیخ محمد داؤد کے پڑپوتے غلام رسول دل محمد دلشاد پسروری کے والد ماجد تھے -

دلشاد پسروری کا ایک لڑکا "محمد وارث" تھا جو اپنے دور میں مشہور طبیب ہوا - محمد وارث کا فرزند عمر بخش ان کو "حکمت پناہ و معالجہ دستگاہ ارسطو زماں" کے الفاظ سے یاد کرتا ہے - اس سے محمد وارث کی فن طبابت میں ماہرانہ استعداد کا اندازہ ہوتا ہے - محمد وارث کی اولاد کی تفصیل درج ذیل ہے :

۱- حکیم شیخ عمر بخش : ان کے بڑے لڑکے حکیم عزیز الدین کو حکومت برطانیہ نے ۱۵ جنوری ۱۸۷۳ء کو ایک تعریفی سند دی تھی - حکیم عزیز الدین کے پڑپوتے محمد اکبر بن منشی نور حسین ، راجگڑھ لاہور میں مستقل طور پر رہائش پذیر ہیں -

دوسرے لڑکے حکیم شہاب الدین تھے جو مشہور عالم دین مولانا نور احمد امرتسری کے والد گرامی ہیں -

تیسرے لڑکے حکیم غلام فرید لا ولد تھے -

۲- حکیم شیخ رحمن بخش : ان کے دو لڑکے فضل دین اور محمد امین تھے - اول الذکر کے پوتے ڈاکٹر عبدالواحد تھے جنہوں نے ۱۹۶۲ء میں پسرور کے

قبرستان پیر جہانیاں میں دلشاد پسروری کی قبر کا کھوج لگا کر اسے پختہ کرایا اور اس پر کتبہ لگایا۔

۳۔ **حکیم قادر بخش :** ان کا ایک لڑکا بیدار بخش تھا۔

۴۔ **حکیم میراں بخش :** لا ولد رہے۔

۵۔ **حکیم نور محمد :** رمضان علی ان کا ایک لڑکا تھا۔

محمد وارث کے یہ پانچوں لڑکے ۱۲۳۹ھ میں پسرور کے محلہ سادات میں بطرف شمال رہتے تھے۔ اس سے یہ قیاس کرنا غیر متعلق نہ ہوگا کہ ان کا دادا (دلشاد پسروری) بھی یہیں رہائش پذیر رہا تھا۔ محلہ سادات کی گلی حکیماں مشہور ہے۔ یہیں محمد وارث کی اولاد الگ الگ مکانوں میں رہائش رکھتی تھی۔ ان کے مکانات دو دو تین تین منزلہ تھے۔ آج بھی یہ مکان موجود ہیں اور حکیم محمد شفیع ان کے بڑے حصے میں فرو کش ہیں۔